ہماری مصیبتوں کے اسباب
اور
اُن کا عِلاج
(اِنتخاب)
ناشر:
سید محمد علاؤالدین جیلانی
نقشبندی مجددی، غفوری، چشتی قادری
دارالسلام
بس سٹاپ موضع ہردیو۔ شیخوپورہ گوجرانوالہ روڈ شیخوپورہ

اِنتساب

یہ نا اہل فقیر اس اشاعت کو اپنے
مشائخ کبار
سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ، فضلیہ، سعیدیہ
نوازیہ خصوصاً قبلۂ عالم شیخ العرب والعجم
حضرت مولانا محمد عبد الغفور العباسی المدنی
نور اللہ مرقدہٗ کی خدمات عالیہ میں
پیش کرتا ہے۔
رَبّنا تقبل منا کما تقبلت
من شیخی و مرشدی نور اللہ مرقدہٗ

عاجز و مسکین
سید محمد علاؤ الدین جیلانی عفرلہٗ
نقشبندی مجددی چشتی، قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیشِ لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اما بعد یہ دورِ قیامت ہے فتنے بیدار ہیں۔ ایمان سوز شعلے ہر طرف بھڑک رہے ہیں یہ وہ زمانہ ہے جب کہ صبح کو آدمی ایمان کے ساتھ بیدار ہوتا ہے اور شام ہوتے تک دل سے ایمان خارج ہو جاتا ہے۔ اور اگر اللہ تعالٰے کا فضل نہ ہو تو کفر کی حالت ہی میں موت کے منہ میں چلا جاتا ہے۔ گناہوں کی دعوت علی الاعلان جاری ہے، اللہ تعالٰے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روگردانی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں گستاخی، رسوماتِ جاہلیت کی اشاعت، زنا و شراب کی کثرت، اعمالِ دین اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تضحیک ٹی وی پر گھروں اور ہوٹلوں میں حیا سوز مناظر، مومنین کی تحقیر اس قدر عام ہیں کہ اندیشہ ہوتا ہے کہ عذاب الٰہی نہ ٹوٹ پڑے۔

یہ چند احادیث نبوی اس خیال سے لکھ کر پیش کی جا رہی ہیں کہ ایمان والوں کی غیرت کو حرکت ہو اور ارشادِ ربی قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ پر عمل پیرا ہوں۔

۱

فقیر کی دُعا ہے کہ اس دور میں جب کہ قیامت کے فتنے پیدا ہو چکے ہیں۔ گناہوں کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔ حرام کی روزی عام ہے کفار چاروں طرف سے اسلام اور مسلمانوں کے نام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے درپے ہیں۔ اللہ تعالٰے ہمارے قلوب کو پاک کر دے اور سینوں سے کینے اور عداوت کے کانٹے نکل جائیں۔ خلوص، ایمان و دردِ طلبِ حق کے ساتھ ہم اللہ تعالٰے کے نام کو بلند کرتے ہوئے اپنے بزرگان کے طریقہ پر اس راستے میں جانیں قربان کر دیں۔

آمین ثم آمین

عاجز و مسکین

سید محمد علاؤالدین جیلانی غفرلہ

نقشبندی، مجددی، چشتی، قادری

یکم ربیع الاوّل ۱۴۱۰ھ

دارالسلام شیخوپورہ گوجرانوالہ روڈ

شیخوپورہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قصداً فرض نماز چھوڑنے سے اللہ کا ذمہ بری ہو جاتا ہے

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ اَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ اَنْ لَّا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّ اِنْ قُطِّعْتَ اَوْ حُرِّقْتَ وَلَا تَتْرُکْ صَلٰوۃً مَّکْتُوْبَۃً مُّتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَکَھَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْہُ الذِّمَّۃُ وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَاِنَّھَا مِفْتَاحُ کُلِّ شَرٍّ ۔ (رواہ ابن ماجہ)

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالٰے عنہ نے فرمایا کہ میرے دوست (رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم) نے مجھے وصیت فرمائی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اگرچہ تیرے ٹکڑے کر دیئے جائیں اور تو جلا دیا جائے اور فرض نماز قصداً ترک مت کریں جس نے فرض نماز قصداً ترک کر دی تو اس سے (اللہ تعالٰے کا) ذمہ اٹھ گیا اور شراب مت پی کیونکہ وہ ہر برائی کی کنجی ہے (ابن ماجہ عن ابی الدرداء)

ف : اللہ تعالٰے کا ذمہ اُٹھ گیا یعنی اس کو دنیا و آخرت میں امن چین اور حفاظت سے رکھنے کی ذمہ داری اب اللہ پر نہیں رہی دشمن جو چاہیں اس کا حال بنائیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پابندی کے ساتھ نماز پڑھنا بندہ کو اللہ تعالیٰ

کی ذمہ داری میں دے دیتا ہے اگر کوئی بندہ قصداً جان بوجھ کر فرض نماز ترک کر دے تو اللہ کی امان سے نکل گیا۔ اب وہ اپنے حوالے ہے اور مخلوق کے۔ اس کا جو بُرا حال بنے بن سکتا ہے۔ خالق و مالک کی حفاظت سے خارج ہے۔

اب ہم ذرا اپنے حالات کا بھی جائزہ لیں اور دیکھیں کہ ہمارے گھروں میں، دفتروں میں، کاروباری مصروفیتوں میں نماز کا کس قدر اہتمام ہے؟ جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے ہم تو یہی جانتے ہیں کہ نمازی بہت کم ہیں اور بے نمازی ان گنت ہیں۔ اور نمازیوں کا بھی یہ حال ہے کہ پابندی کے ساتھ سفر حضر، حرج مرض میں پڑھنے والے بہت کم ہیں۔ اس دنیا کا یہ اتنا بڑا جنگل جو انسانوں سے بھرا ہوا ہے۔ اس میں روزانہ کروڑوں اربوں نمازیں ضائع کی جاتی ہیں۔ کیا ایسے انسان اللہ تعالےٰ کی حفظ و امان میں رہنے کے لائق ہیں؟ صرف یہی نہیں کہ نمازیں چھوڑی جاتی ہیں بلکہ نمازیوں کو نماز چھوڑنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ نماز کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ مسلمان افسر کی ماتحتی میں اور مسلمان سرمایہ دار کی نوکری میں ایک مسلمان نمازی کو نمازی بن کر رہنا مشکل ہو جاتا ہے۔ سب بڑے لوگ (جو اپنی کرتوتوں کی وجہ سے آخرت میں چھوٹے ہوں گے) اُن کو نماز پڑھنے کی فرصت ہی نہیں۔ ان لوگوں کے نزدیک گنہگار ہونا ہی بڑائی کا معیار ہے کوئی صاحب اگر نماز کی ہمت کرتے ہیں تو وقت بے وقت کوٹھی بنگلہ پر ہی بمشکل دو چار منٹ نکال کر تھوڑی بہت پڑھ لیتے ہیں مسجد میں جانا اور عام مسلمانوں کی صف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا عار معلوم ہوتا ہے فَیَا اَسَفٰی عَلَیْہِمْ۔ یوں تو ہر طبقے میں کچھ نہ کچھ نمازی پائے جاتے ہیں۔ لیکن عالم کو راحت و سکون نصیب ہونے کے لیے کلی کے چند آدمیوں کی درستگی کافی نہیں، اپنے اعمال کا صلہ البتہ وہ آخرت میں پائیں گے۔

اس حدیث پاک میں شراب پینے کی ممانعت بھی مذکور ہے اور شراب کو ہر گناہ کی کنجی فرمایا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی شراب پر اور شراب پینے والے پر اور شراب پلانے والے پر اور شراب بنانے

والے پر اور شراب بنوانے والے پر اور شراب لے جانے والے پر اور اُس پر (بھی) جس کے پاس شراب پہنچائی جائے (مشکوٰۃ)۔ یہ بھی غور کرنے کی چیز ہے کہ ہمارے ملک میں شراب کی کس قدر کھپت ہے۔ انفرادی طور پر اور پارٹیوں میں اجتماعی طور پر کس قدر پی جاتی ہے اور پلائی جاتی ہے حسب فرمان نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کتنے لوگ شراب کی وجہ سے خدائے قدوس کی لعنت اور پھٹکار میں ہیں۔ لعنت خداوندی میں گرفتار ہوتے ہوئے عروج و ترقی اور فلاح و کامیابی کی امید رکھنا سراسر عبث ہے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ اَلْخَمْرُ جِمَاعُ الْإِثْمِ (یعنی شراب تمام گناہوں کا مجموعہ ہے۔ (مشکوٰۃ)

مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نشہ لانے والی ہر چیز حرام ہے بے شک نشہ لانے والی چیز پینے والے کے لیے اللہ کا یہ عہد ہے کہ اُس کو طِینَۃُ الْخَبَال پلائیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ طینۃ الخبال کیا چیز ہے ؟ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دوزخیوں کا پسینہ یا (فرمایا کہ) دوزخیوں کے جسموں کا نچوڑ (مشکوٰۃ)

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لیے رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا ہے اور میرے رب (عزوجل) نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ گانے بجانے کی چیزوں کو اور بتوں کو اور صلیب کو (جس کا عیسائی احترام کرتے ہیں) اور جاہلیت کی باتوں کو مٹادوں اور میرے رب (عزوجل) نے اپنی عزت کی قسم کھائی ہے کہ میرے بندوں میں سے جو بندہ شراب کا ایک گھونٹ پیئے گا تو اس کو اسی قدر (دوزخیوں کے جسموں کی) پیپ پلاؤں گا اور میرے خوف سے جو بندہ شراب چھوڑ دے گا اس کو مقدس حوضوں سے پلاؤں گا۔ (رواہ احمد)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جس چیز کا زیادہ حصہ نشہ لاوے اس کا تھوڑا پینا بھی حرام ہے۔ (ترمذی)

ان وعیدوں کو دیکھیے اور حالاتِ حاضرہ پر نظر کیجیے پھر سوچیے کہ آج کے انسان دنیا و آخرت کی بھلائی کے کس قدر مستحق ہیں؟

بندے جب نافرمان ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ظالم حکام مسلط فرماتے ہیں

وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يَقُولُ أَنَا اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا مَالِكُ الْمُلُوكِ وَمَلِكُ الْمُلُوكِ قُلُوبُ الْمُلُوكِ فِي يَدِي وَإِنَّ الْعِبَادَ إِذَا أَطَاعُونِي حَوَّلْتُ قُلُوبَ مُلُوكِهِمْ عَلَيْهِمْ بِالرَّحْمَةِ وَالرَّأْفَةِ وَإِنَّ الْعِبَادَ إِذَا عَصَوْنِي حَوَّلْتُ قُلُوبَهُمْ بِالسَّخْطَةِ وَالنِّقْمَةِ فَسَامُوهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ فَلَا تَشْغَلُوا أَنْفُسَكُمْ بِالدُّعَاءِ عَلَى الْمُلُوكِ وَلٰكِنْ اشْغَلُوا أَنْفُسَكُمْ بِالذِّكْرِ وَالتَّضَرُّعِ كَيْ أَكْفِيَكُمْ۔

(رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں ساری مخلوق کا معبود ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں بادشاہوں کا مالک اور سلطانوں کا سلطان ہوں۔ بادشاہوں کے دل میرے قبضہ میں ہیں جب بندے میری

اطاعت کرتے ہیں تو بادشاہوں کے دل رحمت اور مہربانی کے ساتھ ان کی طرف پھیر دیتا ہوں اور جب بندے میری نافرمانی کرتے ہیں تو بادشاہوں کے دلوں کو غصہ اور سختی کی طرف مائل کر دیتا ہوں جس کی وجہ سے وہ رعایا کو سخت عذاب چکھاتے ہیں پس اے بندو! تم بادشاہوں کے لیے بددُعا مت کرو بلکہ میری یاد میں لگے رہو اور میرے سامنے گڑگڑاتے رہو میں تمہارے لیے کافی ہوں (یعنی میں تمہاری مدد کروں گا۔ بادشاہوں اور حاکموں کے دل میں مہربانی ڈال دوں گا) (ابونعیم فی الحلیہ)

ایک حدیث میں ہے کہ جیسے تم ہوگے ایسے ہی تم پر بادشاہ (اور حاکم) مسلط ہوں گے (مشکوٰۃ) مطلب یہ ہے کہ اگر تم نیک اور صالح ہوگے تو اللہ تعالےٰ شانہٗ تم پر نیک اور مہربان بادشاہ مقرر کریں گے اور اگر تم بدکار اور نافرمان ہوگے تو تم پر بادشاہ بھی فاسق و فاجر اور ظالم مقرر کر دیئے جائیں گے۔

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ ظالم حکام کا مسلط کیا جانا لوگوں کی بدکرداری کی سزا میں ہوتا ہے حکام جو ظلم کرتے ہیں اس کی پاداش دنیا و آخرت میں ان کو ملے گی لیکن عوام کے لیے ان کے مظالم بدکرداریوں کی سزا بنتے رہتے ہیں۔ آج دنیا شر و فساد سے بھری پڑی ہے حکام عوام سے اور عوام حکام سے ناراض ہیں۔ حاکموں کے ظلم سے نجات پانے کے لیے طرح طرح کی تدبیریں سوچی جاتی ہیں اور اسکیمیں بنائی جاتی ہیں کبھی یہ طے کیا جاتا ہے کہ الیکشن میں فلاں پارٹی کو برسرِ اقتدار لانے سے امن و امان اور عدل و انصاف قائم ہو سکے گا اور کبھی کسی دوسرے راستے سے انقلاب برپا کر کے نئے افراد یا نئی جماعت کو اختیار و اقتدار کی باگ ڈور سپرد کر کے امن و چین کے امیدوار بنتے ہیں لیکن نتیجہ کے طور پر تمام کوششیں اور اسکیمیں ضائع جاتی ہیں جس کی اصل وجہ وہی ہے جو حدیث شریف میں مذکور ہے۔

عوام و خواص، چھوٹے بڑے اللہ پاک کی نافرمانی پر تلے رہیں اور حکام کو بدلتے رہیں تو اس طرح ہرگز اچھے حالات پیدا نہ ہوں گے صرف اللہ کے سامنے جھکنے اور گڑگڑانے سے اچھے حاکم نصیب ہو سکتے ہیں۔

زنا کی وجہ سے قحط اور رشوت کی وجہ سے بزدلی چھا جاتی ہے

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيْهِمُ الزِّنَا إِلَّا أُخِذُوْا بِالسَّنَةِ وَمَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيْهِمُ الرُّشَا إِلَّا أُخِذُوْا بِالرُّعْبِ (رواہ احمد)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰے عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس قوم میں زنا پھیل جاتا ہے قحط سالی کے ذریعہ ان کی گرفت کی جاتی ہے اور جن لوگوں میں رشوتوں کا لین دین عام ہو جاتا ہے ان لوگوں کی گرفت خوف کے ذریعہ کی جاتی ہے (احمد)

آج کی دنیا میں زنا اور اس کے دواعی ایک آرٹ بن کر رہ گئے ہیں فیشن اور اسٹائل کا جزو بن کر عام رواج کی حیثیت سے پھیل چکے ہیں اور یہ حقیقت مزید افسوسناک ہے کہ وہ حکومتیں جن کا کام اصلاح کرنا اور برائی کو مٹانا ہے پیشہ ور عورتوں کو خود لائسنس دیتی ہیں اور خوشی سے طرفین اگر زنا کر لیں تو اس کو جرم نہیں مانا جاتا اور سیناؤں، ٹی وی، وی سی آر (V.C.R) کے ذریعہ زناکاری کے اسباب مہیا کیے جاتے ہیں۔ ان حالات میں حکومت اور میونسپلٹی اور کارپوریشن کے عہدے دار کیونکر رحمت خداوندی کے مستحق ہو سکتے ہیں؟

اسی طرح رشوت کے بارے میں غور فرمایئے کہ عوام کا وہ کون سا کام ہے جس کا حکومتوں سے تعلق ہو اور بغیر رشوت کے انجام پا جاتا ہو۔ نقد روپے، فروٹ پھل

میوے، تحفے کلرک کو یا آفیسر کو دفتر یا مکان پر دیئے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا اور اب تو بیڑی سگریٹ بھی رشوت میں چلنے لگی ہے رشوت کے نام سے بچنے کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ سالم سگریٹ کا بکس نہیں دیا جاتا۔ پیش کرنے والا ایک سگریٹ خود دے کر باقی پورا بکس میز پر چھوڑ کر چلا جاتا ہے اور اسی طرح کے بہت سے طریقے رائج ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے لعنت فرمائی رشوت دینے والے پر اور رشوت لینے والے پر اور رشوت دلانے والے پر (مشکوٰۃ شریف)

اور ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کسی کے لیے سفارش کر دی پھر اس نے سفارش کرنے والے کو کوئی ہدیہ دے دیا اور اس نے قبول کر لیا تو سود کے دروازوں میں سے ایک بڑے دروازے میں چلا گیا (ابو داؤد شریف) یعنی سفارش کے عوض ہدیہ قبول کر لیا تو یہ سود لینے کے برابر ہوا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نام بدل دینے سے حقیقت نہیں بدل جاتی۔ اگر رشوت کا نام ہدیہ یا تحفہ رکھ دیا تو وہ رشوت ہی رہے گی۔

فحش کاری کی وجہ سے نئے نئے امراض پیدا ہوتے ہیں اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے سے بارش روک لی جاتی ہے

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ اَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ خَمْسُ خِصَالٍ اِذَا ابْتُلِيْتُمْ بِهِنَّ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ

اَنْ تُدْرِكُوْهُنَّ لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِيْ قَوْمٍ قَطُّ حَتّٰى يُعْلِنُوْا بِهَا اِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الطَّاعُوْنُ وَالْاَوْجَاعُ الَّتِيْ لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِيْ اَسْلَافِهِمُ الَّذِيْنَ مَضَوْا وَلَمْ يَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِلَّا اُخِذُوْا بِالسِّنِيْنَ وَشِدَّةِ الْمَؤُنَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يَمْنَعُوْا زَكٰوةَ اَمْوَالِهِمْ اِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَآءِ وَلَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوْا وَلَمْ يَنْقُضُوْا عَهْدَ اللّٰهِ وَعَهْدَ رَسُوْلِهٖ اِلَّا سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ فَاَخَذُوْا بَعْضَ مَا فِيْ اَيْدِيْهِمْ وَمَا لَمْ تَحْكُمْ اَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَيَتَخَيَّرُوْا فِيْمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ بَاْسَهُمْ بَيْنَهُمْ (رواه ابن ماجه)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک روز ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ اے مہاجرین! پانچ چیزوں میں جب تم مبتلا ہو جاؤ اور خدا نہ کرے کہ تم مبتلا ہو تو پانچ چیزیں بطور نتیجہ ضرور ظاہر ہوں گی پھر ان کی تفصیل فرمائی کہ، جب کسی قوم میں کھلے کھلا بے حیائی کے کام ہونے لگیں۔ تو ان میں ضرور طاعون اور ایسی ایسی بیماریاں پھیل پڑیں گی جو ان کے باپ دادوں میں کبھی نہیں ہوئیں۔ اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرنے لگے گی تو قحط اور سخت محنت اور بادشاہ کے ظلم کے ذریعے ان کی گرفت کی جائے گی۔ اور جو لوگ اپنے مالوں کی زکوٰۃ روک لیں گے ان سے بارش روک لی جائے گی (حتی کہ) اگر چوپائے (گائے بیل، گدھا، گھوڑا وغیرہ) نہ ہوں تو بالکل بارش نہ ہو۔ اور جو قوم اللہ اور اس کے رسول کے عہد کو توڑ دے گی خدا ان پر غیروں میں سے دشمن مسلط فرمائے گا جو ان کی بعض مملوکہ چیزوں پر قبضہ کر لے گا۔ اور جس قوم کے با اقتدار لوگ اللہ کی کتاب کے خلاف فیصلے دیں گے

اور احکام خداوندی میں اپنا اختیار و انتخاب جاری کریں گے تو وہ خانہ جنگی میں مبتلا ہوں گے (ابن ماجہ)

اس حدیث پاک میں جن گناہوں اور معصیتوں پر ان کے مخصوص نتائج کا تذکرہ فرمایا ہے اپنے نتائج کے ساتھ اس زمین پر بسنے والے انسانوں میں موجود ہیں سب سے پہلی بات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی یہ ہے کہ جس قوم میں کھلم کھلا بے حیائی کے کام ہونے لگیں گے ان میں ضرور طاعون پھیلے گا۔ اور ایسی ایسی بیماریاں بکثرت ظاہر ہوں گی جو ان کے باپ دادوں میں کبھی نہ ہوئی ہوں گی۔

آج بے حیائی کس قدر عام ہے اور سڑکوں، پارکوں کلبوں اور نام نہاد قومی اور ثقافتی پروگراموں میں، عرسوں اور میلوں میں، ہوٹلوں اور دعوتی پارٹیوں میں کس قدر بے حیائی کے کام ہوتے ہیں ان کے ظاہر کرنے اور بتانے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ اس لیے کہ جاننے والے اور اخبارات کا مطالعہ کرنے والے بخوبی واقف ہیں پھر اس بے حیائی اور فحش کاری کے نتیجے میں وبائی امراض طاعون ہیضہ، انفلوئنزا وغیرہ پھیلتے رہتے ہیں اور ایسے ایسے امراض سامنے آ رہے ہیں جن کے طبعی اسباب اور معالجہ کے سمجھنے سے ڈاکٹر عاجز ہیں، جس قدر ڈاکٹری ترقی پذیر ہے اسی قدر نئے امراض ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔ ان امراض کے موجود ہونے کا جو سبب خالق عالم کے سچے پیغمبر (صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم) نے بتایا ہے یعنی بے حیائی کا پھیلنا جب تک وہ ختم نہ ہوگا نئے نئے امراض کا آنا بھی ختم نہیں ہو سکتا۔

بے حیائی کیونکر ختم ہو سکتی ہے جب کہ بے حیائی کے ٹریننگ سکول سینما ٹیلیویژن ہوں گے تھیٹر اور بے پردگی کو زندگی کا جزو اعظم بنا لیا گیا ہے رقص و سرود اور عریانی فیشن اور آرٹ بن گئی ہے۔ اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ پہلے تو ان کاموں کو گناہ سمجھ کر کرتے تھے۔ مگر اس دور کے مغربیت زدہ قلم کار اور فلم کار ناچ رنگ اور عریانی

دے مجابی کو اسلامی کام بتانے لگے ہیں اور اس سلسلے میں من گھڑت حدیثوں اور بے سند روایتوں اور حکایتوں کا سہارا لیتے ہیں یا پھر آیات و احادیث کا غلط ترجمہ کر کے امت کو بہکاتے ہیں۔ وَ سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝

دوسری بات آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی کہ جو قوم ناپ تول میں کمی کرنے لگے گی قحط اور سخت محنت اور بادشاہ کے ظلم کے ذریعہ ان کی گرفت کی جائے گی۔ ناپ تول میں کمی کرنا یعنی گاہک کو کم تول کر یا ناپ کر دینا گناہ کبیرہ ہے جو دنیا اور آخرت کی نعمتوں سے محروم ہونے کا بہت بڑا سبب ہے

تیسری بات آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ جو لوگ زکوٰۃ روک لیں گے ان سے بارش روک لی جائے گی اگر چوپائے نہ ہوں تو بالکل بارش نہ ہو۔ معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کی ادائیگی نہ کرنا بھی بارش کے رک جانے اور قحط پڑ جانے کا سبب ہے مال داروں نے کس قدر زکوٰتیں روک رکھی ہیں اس کا اندازہ اپنے اپنے علاقے میں ہر ہوشمند لگا سکتا ہے۔ سزا کا حق تو یہ تھا کہ زکوٰۃ ادا نہ کرنے کے جرم عظیم اور گناہ کبیرہ کی پاداش میں ذرا بھی بارش نہ ہو لیکن اللہ پاک اپنی بے بس مخلوق یعنی جانوروں اور چوپایوں کے لیے کچھ نہ کچھ بارش بھیج دیتے ہیں جس کی وجہ سے انسانوں کو بھی تھوڑا بہت رزق مل جاتا ہے۔ کتنی شرم کی بات ہے کہ انسان خود اس لائق نہ رہے کہ بارانِ رحمت کے مستحق ہوں بلکہ جانوروں اور چوپایوں کے طفیل ان کو پانی نصیب ہو اور کاشت کرنے کا موقع ملے پھر یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ بارش ہو جانے ہی سے پیداوار ہونا لازم نہیں ہے بارش زیادہ ہو جانے سے کبھی فصلیں تباہ ہو جاتی ہیں اور کبھی پیداوار زیادہ ہو جائے تو ساتھ ہی بے برکتی بھی آ جاتی ہے۔ اگر اللہ سے تعلق ٹھیک ہو اور حقوق و فرائض کی ادائیگی کا دھیان ہو تو بارش ہمیشہ بارانِ رحمت بن کر آیا کرے اور اس کے ذریعہ جو پیداوار ہو اس میں برکت ہو۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ آں حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

إِقَامَةُ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللهِ خَيْرٌ مِّنْ مَطَرِ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً فِي بِلَادِ اللهِ۔

اللہ کی حدود میں سے کسی حد کا قائم کرنا اس بات سے بہتر ہے کہ اللہ کے شہروں میں چالیس رات بارش ہو۔

(رواہ ابن ماجہ)

نیز ایک حدیث میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لَيْسَتِ السَّنَةُ بِأَنْ لَا تُمْطَرُوْا وَلٰكِنِ السَّنَةُ أَنْ تُمْطَرُوْا وَتُمْطَرُوْا وَلَا تُنْبِتُ الْأَرْضُ شَيْئًا

قحط یہ نہیں ہے کہ بارش نہ ہو بلکہ قحط یہ ہے کہ بارش پر بارش ہو اور زمین کچھ نہ اُگاوے۔

(رواہ مسلم)

چوتھی بات آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمائی کہ جو قوم خدا اور اس کے رسول کے عہد کو توڑ دے گی۔ خدائے تعالےٰ اُن پر غیروں میں سے دشمن مسلط فرمادے گا جو اُن کی مملوکہ چیزوں پر قبضہ کرے گا۔" اس پیشین گوئی کا مظاہرہ بھی نظروں کے سامنے ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے ہم نے کیا عہد کیا ہے اس کو تو سبھی جانتے ہیں یعنی یہ کہ ہم اللہ کو رب اور رازق اور حاجت روا۔ دنیا و آخرت کا مالک اور اپنا معبود مانیں گے اور اس کے حبیب پاک، فخر عالم حضرت محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے طریقے پر چلیں گے اس قول و قرار کے تقاضے پر ہم جب تک کاربند رہے عالم پر بھاری تھے فتح ہمارے قدم چومتی تھی اور دشمن مغلوب تھے۔ جدھر کو نکل جاتے تھے بلند اور

بالا ہو کر ہی رہتے تھے مگر جب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے عہد کو توڑا تو مفتوحہ ممالک قبضہ سے نکلنے لگے اور ہم مغلوب ہوتے چلے گئے۔ دشمنوں کے محکوم بن گئے جنہوں نے ہمارا قتلِ عام کیا۔ ہمارے اموال و املاک کو لوٹا اور وہ کچھ کیا جو تصور سے بھی باہر تھا۔

پانچویں بات حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمائی کہ جو لوگ کتاب اللہ کے خلاف احکام جاری کریں گے وہ خانہ جنگی میں مبتلا ہوں گے اس ارشاد کا مصداق بھی آنکھوں کے سامنے ہے آج کی دنیا میں غیر مسلم حکومتیں تو درکنار مسلمان حکمران و افسران اور عہدیداران ناحق احکام جاری کرتے ہیں اور ظالمانہ فیصلے صادر کرتے ہیں اللہ کی کتاب پر چلنے اور اس کے قوانین پر عمل پیرا ہونے اور اسلام کے نظامِ عدل و انصاف پر چلنے کو فرسودہ خیالی اور دقیانوسیت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اپنا دستور کتاب اللہ کو بنانے کے بجائے سکولر اسٹیٹ (لامذہب ریاست) کا اعلان کرنے کو فخر سمجھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر ہم نے اللہ کی کتاب کو اپنے ملک کا دستور بنایا تو بین الاقوامی دنیا میں ناک کٹ جائے گی۔

آج مسلم ممالک کا حال نظروں کے سامنے ہے کہ چونکہ اللہ تعالےٰ کی کتاب کو پسِ پشت ڈالے ہوئے ہیں اور یورپ اور امریکہ کے نظامِ جمہوریت کی مقررہ دفعات کے مطابق فیصلے کرتے ہیں اس لیے لامحالہ آپس کی خانہ جنگی میں مبتلا ہیں وزارتیں حزبِ مخالف کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے ٹوٹتی رہتی ہیں اور مسلم سلاطین و وزراء کے قتل تک کی نوبت آجاتی ہے اور اس آپس کی خانہ جنگی کا سب سے زیادہ افسوسناک پہلو یہ ہے کہ دو مسلم ملکوں میں بعض دفعہ ایسی ان بن ہو جاتی ہے کہ غیر مسلم ملک سے تعلق اور دوستی بڑھانے کو اپنے حریف مسلم ملک کے مقابلے میں ترجیح دیدی جاتی ہے۔

حدیث شریف میں دورِ حاضر کے ماڈرن مجتہدین کی طرف بھی اشارہ ہے

کہ کتاب اللہ کے خلاف فیصلے کریں گے اور احکامِ خداوندی میں اپنا اختیار چلائیں گے
(وَيَتَخَيَّرُوْا فِيْمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ)

آج کل کے مغربیت زدہ یم عربی داں احکامِ قرآنیہ میں تحریف و تغیر کرنے کے پھیر میں پڑے ہوئے ہیں۔ کوئی قربانی کو اضاعتِ مال کہہ کر ختم کرنے کا مشورہ دے رہا ہے اور کوئی سود کے جواز پر رسالہ شائع کر رہا ہے۔ کسی کو یہ دُھن ہے کہ تعدادِ ازدواج کے جواز کو منسوخ کرے۔ کوئی سفر میں نماز کی پابندی کو تنگی سمتی کے فریم میں فٹ کر رہا ہے۔ الی غیر ذلک

یہ لوگ قوم کے لیے آفت ہیں۔ اسلام کو پنڈتوں اور پادریوں کا دین بنانا چاہتے ہیں کہ جیسے وہ لوگ اپنے دین میں حذف و اضافہ اور کتر بیونت کرتے رہتے ہیں ایسے ہی ہم کو اختیار مل جائے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُمْ

دُنیا کی مُحبّت دلوں کو کمزور کرتی ہے

وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعٰى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ إِلٰى قَصْعَتِهَا فَقَالَ قَائِلٌ وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ قَالَ بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيْرٌ وَلٰكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ وَلَيَنْزِعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْذِفَنَّ فِيْ قُلُوْبِكُمُ الْوَهْنَ قَالَ قَائِلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْوَهْنُ قَالَ حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ (رواه ابوداود والبیهقی فی دلائل النبوة)۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ مصلحِ اعظم

صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ (کفر و باطل کی) جماعتیں آپس میں مل کر تم کو ختم کرنے کے لیے اس طرح جمع ہوں گی جس طرح کھانے والی جماعت پیالے کے آس پاس جمع ہو جاتی ہے (یہ سُن کر) ایک صاحب نے عرض کیا کہ کیا ہم اس روز کم ہوں گے ؟ آپؐ نے فرمایا نہیں بلکہ تم اس روز بہت ہوگے لیکن اس گھاس کے تنکوں کی طرح ہوگے جس کو پانی بہا کر لے جاتا ہے۔ اُس زمانے میں اللہ تعالٰے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب نکال دیں گے اور تمہارے دلوں میں کمزوری ڈال دیں گے ایک صاحب نے عرض کیا کمزوری (کا) کیا سبب ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا سے محبت کرنے لگوگے اور موت سے گھبرانے لگوگے۔ (ابو داؤد وغیرہ)

ف : برسوں سے یہ پیشین گوئی حرف بحرف صادق ہو رہی ہے اور مسلمان آج اپنی اس حالتِ زار کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ کہ کوئی قوم انہیں نہ عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھتی ہے نہ دنیا میں ان کا رہنا گوارا کرتی ہے ایک وہ بھی زمانہ تھا کہ دوسری قومیں اپنے اوپر مسلمان حکمران دیکھنا چاہتی تھیں ایک دور ہے کہ غیر مسلم اقوام مسلمانوں کو اپنی قلم رو میں رکھنا بھی پسند نہیں کرتیں۔ تمام دنیا کے مسلمان ایک ہی وقت میں ایک دم ختم ہو جائیں یہ تو کبھی ہرگز نہ ہوگا۔ جیسا کہ یہ پیشین گوئی بعض حدیثوں میں موجود ہے البتہ ایسے واقعات گذر چکے ہیں کہ جہاں مسلمان حکمراں تھے انقلاب کے بعد وہ وہاں سے جان بچا کر بھی نہ بھاگ سکے۔ اسپین اس کی زندہ اور مشہور مثال ہے۔ مسلمانوں کو آج ذلت و خواری کا منہ دیکھنا پڑ رہا ہے اور کروڑوں کی تعداد میں ہوتے ہوئے کیوں غیروں کی طرف تک رہے ہیں اس کا جواب خود ہادیٔ عالم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے ارشاد میں موجود ہے کہ دنیا کی محبت اور موت کے خوف کے باعث یہ حال ہے۔

جب مسلمان دنیا کو محبوب نہ سمجھتے تھے اور جنت کے مقابلے میں موت

کے بغیر نہیں مل سکتی (دنیا کی زندگی ان کی نظروں میں کچھ حقیقت نہ رکھتی تھی) تو گو تعداد میں کم تھے، لیکن دوسری قوموں پر غالب تھے اور اللہ کی راہ میں جہاد کر کے غیروں کے دلوں تک پر حکومت کرتے تھے۔

ظلم اور کنجوسی کا وبال

وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِي لِلظَّالِمِ حَتَّى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ ثُمَّ قَرَأَ وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ (الآیۃ متفق علیہ)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ ظالم کو مہلت دیتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب اُسے پکڑتے ہیں تو پھر چھوڑتے نہیں ہیں پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس فرمان کی تائید میں) یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ (ہود۔ پ۱۲) (بخاری ومسلم)	تیرے پروردگار کی پکڑ ایسی ہی (سخت) ہے جب وہ بستیوں کو ظلم کرنے کی حالت میں پکڑتا ہے بے شک اس کی پکڑ بڑی تکلیف دینے والی اور سخت ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ ظالم ظلم کر کے صرف اپنی جان ہی کو مصیبت میں ڈالتا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے

فرمایا کہ نہیں ظالم کے ظلم سے سب کو آفت پہنچتی ہے یہاں تک کہ حبارےٰ اپنے گھونسلے میں ظالم کے ظلم کی وجہ سے دُبلی ہو کر مر جاتی ہے (مشکوٰۃ) یعنی یہ کہنا صحیح نہیں کہ ظلم کا اثر صرف ظالم ہی تک پہنچتا ہے بلکہ انسان تو انسان جانور تک آفت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّقُوا الظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَاِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلٰى اَنْ سَفَكُوْا دِمَاءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ (رواہ مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے روز اندھیریاں بن کر سامنے آئے گا اور بخل (کنجوسی) سے (بھی) بچو کیونکہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ اُن کو اس پر آمادہ کیا کہ (ظلماً) انہوں نے خون بہائے اور حرام چیزوں کو (علاً) حلال بنا لیا (مسلم)

اس حدیث میں ظلم اور کنجوسی سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے دونوں چیزیں قوموں اور جماعتوں اور خاندانوں کو ہلاک کر دینے والی اور آفات و مصائب کے شکنجے میں جکڑ دینے والی ہیں۔ آج کل ظلم اور کنجوسی کی بلا لوگوں پر بری طرح سوار ہے اللہ کے حکموں کے تقاضوں پر خرچ نہ کرنا اثر گا بخل اور کنجوسی ہے پیسے کی محبت اور دولت کی ہوس دلوں میں رچی ہوئی ہے جس کی وجہ سے حرام کاروبار نہیں چھوڑا جاتا۔ اہل حقوق کے حقوق ادا کرنے کے لیے طبیعت آمادہ نہیں ہوتی دوسروں کے حقوق دبا لینے کی ترکیبیں اور تدبیریں سوچی جاتی ہیں جن کے نتیجے میں بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب ہوتا ہے جن کا وبال بھگتنا

پڑتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ	مظلوم کی بد دعا سے بچ کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔

(بخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس نے اپنے کسی بھائی پر ظلم کر رکھا ہو کہ اس کی بے آبروئی کی ہو یا اور کچھ حق تلفی کی ہو تو اُسے چاہیئے کہ آج ہی (اس کا حق ادا کر کے یا معافی مانگ کر) اس دن سے پہلے حلال کرالیوے جہاں نہ دینار ہو گا نہ درہم ہوگا۔ (پھر فرمایا کہ اگر اس کے کچھ اچھے عمل ہوں گے تو بقدر ظلم اس سے لے لیے جائیں گے اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوئیں تو مظلوم کی برائیاں لے کر ظالم پر ڈال دی جائیں گی (بخاری شریف)

پے در پے عذاب آنے کا زمانہ

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اتُّخِذَ الْفَیْءُ دُوَلًا وَّالْاَمَانَةُ مَغْنَمًا وَّالزَّکٰوةُ مَغْرَمًا وَّتُعُلِّمَ لِغَیْرِ الدِّیْنِ وَاَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ وَعَقَّ اُمَّهٗ وَاَدْنٰی صَدِیْقَهٗ وَاَقْصٰی اَبَاهُ وَظَهَرَتِ الْاَصْوَاتُ فِی الْمَسَاجِدِ وَسَادَ الْقَبِیْلَةَ فَاسِقُهُمْ وَکَانَ زَعِیْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَهُمْ

وَأُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهِ وَظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُورُ وَلَعَنَ آخِرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَوَّلَهَا فَارْتَقِبُوا عِنْدَ ذٰلِكَ رِيحًا حَمْرَاءَ وَزَلْزَلَةً وَخَسْفًا وَمَسْخًا وَقَذْفًا وَآيَاتٍ تَتَابَعُ كَنِظَامٍ قُطِعَ سِلْكُهُ فَتَتَابَعَ۔ (رواہ الترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب غنیمت کا مال (گھر کی) دولت سمجھی جانے لگے اور امانت غنیمت سمجھ کر دبالی جایا کرے اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جانے لگے اور دنیا کے لیے (دینی) تعلیم حاصل کی جائے اور انسان اپنی بیوی کی اطاعت کرے اور ماں کو ستائے۔ دوست کو قریب کرے اور باپ کو دور کرے۔ مسجدوں میں شور ہونے لگے۔ قبیلہ (خاندان) کے سردار بددین لوگ بن جائیں، قوم کے ذمہ دار کمینے لوگ بن بیٹھیں۔ انسان کی تعظیم اس وجہ سے کی جائے کہ وہ کوئی تکلیف نہ پہنچادے۔ اور گانے بجانے والی عورتیں اور گانے بجانے کے سامان ظاہر ہو جائیں، شرابیں پی جانے لگیں اور اس امت کے بعد میں آنے والے لوگ پہلے (نیک بخت) لوگوں پر لعنت کرنے لگیں تو اُس زمانے میں سرخ آندھی اور زلزلوں کا انتظار کرو، زمین میں دھنس جانے صورتیں مسخ ہو جانے اور آسمان سے پتھر برسنے کے بھی منتظر رہو۔ اور اس عذاب کے ساتھ دوسری ان نشانیوں کا بھی انتظار کرو جو پے در پے اس طرح ظاہر ہوں گی جیسے لڑی کا تار ٹوٹ جائے اور دمادم دانے گرنے لگیں۔

ف: حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بھی یہ روایت ہے اور اس میں یہ بھی مذکور ہے کہ (مرد) ریشمی لباس پہننے لگے۔

(مشکوٰۃ عن الترمذی ایضاً)

اس حدیث میں جن باتوں کی خبر دی گئی ہے وہ اس وقت موجود ہو چکی ہیں

اور ان کے بعض نتیجے (یعنی زلزلے وغیرہ) بھی جابجا ظاہر ہو رہے ہیں اگر امت کے کارناموں پر ایک سرسری نظر ڈالی جائے اور پھر ان عذابوں پر غور کیا جائے جو زلزلوں وغیرہ کی صورت میں سامنے آرہے ہیں تو اس حدیث کے پیش نظر اس حقیقت کا پورا پورا یقین ہو جائے گا کہ جو کچھ مصائب و آفات آج ہم دیکھ رہے ہیں وہ ہمارے ہی کرتوتوں کا نتیجہ اور بدکاریوں کا بدلہ ہے۔

وَالْاَمَانَةُ مُغْنَمًا (اور امانت غنیمت سمجھ کر دبالی جایا کرے) یعنی جب کوئی امانت کا مال رکھ دے تو اس میں خیانت کرتے ہوئے ذرا بھی پس وپیش نہ کیا جائے اور اُسے بالکل اس طرح خرچ کیا جائے جیسے اپنا ہی مال ہو اور میدانِ جہاد سے بطور غنیمت کے ملا ہو یا باپ دادا کی میراث سے ہاتھ لگا ہو۔

وَالزَّكٰوةُ مَغْرَمًا (اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جانے لگے) یعنی زکوٰۃ دینا نفس پر گراں اور ناگوار رہتا ہو جیسے خواہ مخواہ کسی چیز کا تاوان (ڈنڈ) دینا پڑ جائے اور بغیر کسی ضرورت کے مال خرچ کرنا پڑے۔ ہمارے زمانے میں زکوٰۃ کے متعلق یہی ہو رہا ہے کہ سرمایہ داروں میں زکوٰۃ دینے والوں کی سخت کمی ہے اور دینے والوں میں بھی خوش دلی سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے بہت ہی کم ہیں۔

وَتُعُلِّمَ لِغَيْرِ الدِّيْنِ (اور دینی تعلیم غیر دین (یعنی دنیا) کے لیے حاصل کی جائے) آج کل لوگوں کا یہی حال ہے کہ دنیاوی جاہ و حشمت، دولت وثروت، ملازمت و اقتدار کی خاطر دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں اگر کچھ ملے تو وعظ بھی فرمادیں اور قرآن بھی سکھا دیں، تجوید کی مشق بھی کرادیں، اور امامت بھی کرلیں، اس کی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے پانچوں وقت مصلے پر نظر بھی آئیں اور اگر ملازمت باقی نہ رہے تو اللہ کے لیے ایک گھنٹہ بھی قرآن و حدیث کا درس دینے کو تیار نہ ہوں، اور امامت ملتی رہے تو

جماعت کا اہتمام ہی ختم ہو جائے۔

وَاَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ وَعَقَّ اُمَّهٗ (اور انسان بیوی کی اطاعت کرے اور ماں کو ستائے) یعنی بیوی کی ہر جائز و ناجائز خواہش پوری کی جائے اور ماں کی خدمت کرنے کے بجائے اسے تکلیف پہنچائی جائے اس کی راحت و آرام کا خیال نہ کرے، اس کا کہنا نہ مانے۔ موجودہ دور میں ایسا ہی ہو رہا ہے۔

وَاَدْنٰى صَدِيْقَهٗ وَاَقْصٰى اَبَاهُ (اور اپنے دوست کو قریب کرے اور باپ کو دور کرے) یعنی دوست کی قدر و منزلت تو دل میں ہو مگر باپ کی خدمت اور دلداری کا خیال نہ ہو۔ باپ کی بات پر دوست کی فرمائش و خواہش مقدم ہو حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں وَبَرَّ صَدِيْقَهٗ وَجَفَا اَبَاهُ (دوست کے ساتھ سلوک کرے اور باپ پر ظلم کرے) جیسا کہ آج ہم اپنی آنکھوں سے ایسے واقعات دیکھ رہے ہیں کہ لوگ ماں باپ کی خدمت سے بہت ہی غافل ہیں۔

وَظَهَرَتِ الْاَصْوَاتُ فِى الْمَسَاجِدِ (اور مسجدوں میں شور ہونے لگے) یعنی مسجدوں کا ادب و احترام دل سے جاتا رہے گا اور شور و شغب اور چیخ و پکار سے گونج اٹھا کریں گی۔ عموماً آج کل مساجد کے ساتھ مسلمانوں کا یہی برتاؤ ہے مسجدوں کو پارٹی بندیوں اور لڑائی جھگڑوں اور غیبتوں کا اڈہ بنا رکھا ہے۔

وَسَادَ الْقَبِيْلَةَ فَاسِقُهُمْ وَكَانَ زَعِيْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَهُمْ (بددین خاندان کے سردار اور کمینے قوم کے ذمہ دار بن جائیں) جیسا کہ آج کل دیکھا جا رہا ہے کہ دین دار اور متقی انسان کو خاندان کی باگ ڈور نہیں سونپی جاتی بلکہ بددین لوگ خاندان کے سردار اور بڑے سمجھے جاتے ہیں جب کوئی انجمن یا پارٹی بنے تو گو اس کے اغراض و مقاصد محض دینی اور

اسلامی بنائے جاتے ہوں اور نام بھی خالص مذہبی ہو مگر اس کا صدر و سیکرٹری ایسے شخص کو چنا جاتا ہے جس میں دین داری اور پرہیزگاری، خدا ترسی، رحم دلی، دیانت، امانت وغیرہ صفاتِ حسنہ نام کو بھی نہ ہوں۔

وَاُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ (اور انسان کی عزت اس لیے کی جائے کہ وہ شرارت نہ پھیلائے) یعنی ادب و احترام، تعظیم و اکرام دل میں تو نہ ہو لیکن ظاہری طور پر اس لیے تعظیم سے پیش آنے کا رواج ہو جائے کہ اگر فلاں شخص کو آداب عرض نہ کریں تو کوئی شرارت پھیلا دے گا۔ اور اپنے اقتدار اور روپے پیسے کے غرور میں نہ جانے کس وقت کون سی مصیبت کھڑی کر دے۔ اس وقت ہو بہو ایسا ہی ہو رہا ہے کہ سامنے جن کی عزت کی جاتی ہے پیچھے اُن پر گالیوں کی بوچھاڑ ہوتی ہے۔

وَظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ (گانے بجانے والی عورتیں اور گانے بجانے کے سامان رائج ہو جائیں) جیسا کہ آج کل ہم دیکھ رہے ہیں کہ جہاں کچھ پیسے پاس ہو جاتے ہیں یا معقول ملازمت مل جاتی ہے تو سب سے پہلے لہو و لعب اور گانے بجانے کا سامان خریدنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ گھر میں ریڈیو کا ہونا ترقی کا معیار اور آسودگی کی علامت بن چکا ہے۔ ریڈیو بج رہا ہے اور سب چھوٹے بڑے مل کر عشقیہ غزلیں، فحش گانے، گندہ مذاق سنتے ہیں۔ بیاہ شادی اور دوسری تقریبوں میں باجے اور گانے کا انتظام نہ ہو تو اس تقریب کو بدمزہ اور پھیکا سمجھا جاتا ہے۔ بزرگوں کے مزارات پر عرس کے نام سے اجتماع ہوتا ہے اور گانے بجانے کا سامان مہیا کر کے تفریح اڑائی جاتی ہے۔ طوائفوں کے ناچ گانے میں مشغول ہو کر نماز کی بھی فرصت نہیں ہوتی۔ جن بزرگوں کی زندگی خلافِ شرع چیزوں کے مٹانے کے لیے وقف تھی اُن کے مزارات کھیل تماشوں، ناچ اور گانوں کے اڈے بنے ہوئے ہیں۔ رسولِ خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے جیسے پانی کھیتی اگاتا ہے۔" (بیہقی)۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت اور ہادی بنا کر بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ گانے بجانے کا سامان اور بت اور صلیب (جسے عیسائی پوجتے ہیں) اور جاہلیت کی بیہودہ رسموں کو مٹا دوں (رواہ احمد)

آج کل گانا بجانا زندگی کا اہم جزو بنا ہوا ہے اور ازدواجی زندگی کا معیار بھی اس قدر بدل گیا ہے کہ شوہر اور بیوی کے انتخاب کے لیے دین دار اور خدا ترس ہونا نہیں دیکھا جاتا بلکہ مرد نازنین رقاصہ ڈھونڈتا ہے اور بیوی کو ہیرو درکار ہوتا ہے مال و زر اور شہرت حاصل کرنے کی ہوس میں شریف زادیاں خاندانی عزت کو خاک میں ملا کر اسٹیج پر آ رہی ہیں، کمپنی کے ایجنٹ اور دلال بہلا پھسلا کر انہیں تباہ و برباد کرتے ہیں۔ ایک ایکٹرس اپنے حسن فروشی کے دھندوں میں ہر وہ حرکت کر گزرتی ہے جو نہ کرنی چاہیے تھی جب پوسٹروں اور اخباروں میں ان کا تعارف کرایا جاتا ہے اور ان کے رقص کی تعریف کی جاتی ہے تو ان کا دل اور بڑھتا ہے جس کی وجہ سے بے حیائی کے مراتب اور بھی زیادہ تیزی سے ساتھ طے کرتی چلی جاتی ہے ضرورت زمانہ کو دیکھ کر اب تو بعض سکول اور کالجوں میں بھی رقص و سرود کی باقاعدہ تعلیم جاری ہو گئی ہے۔

ریڈیو گھر گھر اچھی باتیں اور عمدہ اخلاق کی تعلیمات پہنچانے کا بہترین ذریعہ ہے مگر اس میں بھی کبھی کبھی اچھی تقریریں ہو جاتی ہیں اور گانے ہر وقت ہوتے رہتے ہیں۔ افسوس کہ اس دور کے ذمہ دار لوگ بھی اصلاحی پروگراموں کو ناپسند کرتے ہیں

فخر کائنات نبی الرحمت صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم دنیا سے بے حیائی مٹانے اور گانے باجے نابود کرنے اور لہو و لعب سے ہٹا کر اللہ کی طرف متوجہ کرنے کے لیے تشریف لائے تھے مگر افسوس کہ دورِ حاضر کے نام نہاد مسلمان خاص حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا ذکر مبارک قوالی کی مجلس منعقد کر کے ہارمونیم اور طبلہ وغیرہ اور دیگر سازوں پر سنتے ہیں ان مجلسوں کا مقصد درحقیقت نبی اکرم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک سننا نہیں بلکہ نغموں اور باجوں کے ذریعے نفس کو خوش کرنا ہے۔ خدائے قدوس کے مقدس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کا بہانہ سے کر نفس کو لذت پہنچانا بڑی بدبختی ہے۔

سینما والوں نے دین دار طبقہ کو سینما بینی کی عادت ڈالنے کے لیے شعائرِ دینیہ کو فلما کر پبلک کے سامنے لانا شروع کر دیا ہے اور اپنے دعوے کے مطابق اسلامی فلم تیار کرنے لگے ہیں۔ لیکن کسی فلم کے بارے میں سینما والے خواہ کتنا ہی اسلامیت اور مسلمانیت کا ڈھول پیٹیں اور اس کی روحانیت اور پاکیزگی کا کیسا ہی اشتہار دیں مگر اس میں گانا بجانا ضرور ہوتا ہے اور عورت ضرور دکھاتے ہیں اگر کسی فلم میں دعا مانگنے کا منظر دکھایا ہے تو اس غرض کے لیے بھی بے پردہ بنی ٹھنی عورت کا ہی انتخاب کیا ہے عرب کا سوداگر دکھائیں یا جہانگیر کا انصاف، حاتم کی سخاوت کی فلم بنائیں یا طارق کی شجاعت فلمائیں عورت ضرور دکھائی جائے گی۔ عورت کی وہ مٹی پلید کی جا رہی ہے کہ تقریباً ہر کمپنی کے کیلنڈر، اور اشتہار میں اور استعمالی سامان میں عورت کا خود ہے۔ دفتروں میں کام کرنے والی بے پردہ عورتوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ عورتیں تو ناقص العقل ہیں سمجھتی ہیں کہ ہم کو حقوق دلائے جا رہے ہیں اور یہ نہیں سمجھتی ہیں کہ ہماری عزت و عصمت کو فنا کرنے کے لیے یہ سب کھیل کھیلے جا رہے ہیں۔

سینما ہال میں کوئی چیز بھی اسلامی نہیں ہو سکتی۔ اسلام تو حسنِ اخلاق، عمدہ کردار اور بہترین کیریکٹر، حیا و شرم اور عصمت و عفت کا مظاہرہ چاہتا ہے۔ اور سینما کی غرض و غایت ان امور کی بیخ کنی ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ مولویوں کی دقیانوسیت اور تنگ خیالی نے مسلمانوں کی ترقی روک دی ہے، سینما جیسی مفید چیز سے روکتے ہیں۔ حالانکہ اس سے عقل بڑھتی ہے۔ اور جنگی محاذوں کے مناظر سامنے آتے ہیں، پرانی تاریخ دہرائی جاتی ہے عروج و زوال کے واقعات اور سلاطینِ ماضیہ کے عدل و انصاف، شجاعت اور دلیری کے مناظر دکھائے جاتے ہیں پھر مولوی لوگ اس نفع کثیر اور کارِ خیر سے اُمت

کو کیوں روک سکتے ہیں؟

ہم کہتے ہیں کہ اگر کوئی فائدہ بالفرض کسی فلم سے ہو بھی سکتا ہو تو اس سے فلم کا دیکھنا ہرگز جائز اور حلال نہ ہو جائے گا۔ قرآن شریف نے جوئے اور شراب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ان میں منافع بھی اور بڑا گناہ بھی ہے۔ دیکھیے نفع تسلیم کرتے ہوئے بڑا گناہ فرمایا ہے اور ارتکاب سے روکا ہے۔

الغرض ہر مفید چیز جائز نہیں ہوتی ہے فائدے کے ساتھ اس کے گرد و پیش اجتماعی، انفرادی، اخلاقی، ایمانی مصلحتوں کو سامنے رکھ کر فیصلہ صادر کیا جاتا ہے پھر جن منافع اور فوائد کو سینما، ٹی وی یا وی سی آر سے آپ حاصل کرنا چاہتے ہیں کیا اور کسی ذریعے سے نہیں حاصل ہو سکتے؟ ہم نے تو آج تک کسی صاحب فکر و نظر اور کسی انجینیئر یا سائنس دان کے بارے میں یہ نہیں سُنا کہ اس کی عقل سینما دیکھتے دیکھتے بڑھ گئی۔ نہ کسی وزیر اعظم یا صدر کے بارے میں پڑھا کہ سینما میں احوالِ گزشتہ کی تاریخ کے واقعات دیکھ کر ملک کے چلانے کا اہل بن گیا ہو۔ ہاں یہ ضرور سُنا ہے کہ فلاں لڑکی سینما کے دروازے سے غائب ہو گئی اور فلاں عورت اور مرد کا معاشقہ سینما میں آنے جانے سے ہو گیا۔ خدارا انصاف تو کرو، ناچ رنگ اور عورت کے عریاں اعضاء کی نمائش اور مردوں عورتوں کے اختلاط سے کیریکٹر خراب ہو گا یا اچھا ہو گا؟ امم ماضیہ اور سلاطین کے واقعات اور قوموں کے عروج و زوال کے اسباب سمجھنے کے لیے قرآن و حدیث موجود ہے۔ کبھی آپ نے قرآن سمجھنے اور حدیث جاننے کے لیے بھی وقت نکالا اور کوئی نکا خرچ کیا؟ ایسا کیوں کرتے قرآن و حدیث تو نفس سے ہٹا کر اللہ سے جوڑتے ہیں اور بداخلاقی، بے حیائی بھگاتے ہیں نفس کے تقاضوں کو دبانے اور عصمت کے ساتھ رہنے کی نیت ہو تو قرآن و حدیث کو ہاتھ لگائیں۔

حرام کھانے پینے اور پہننے سے عبادت اور دعا قبول نہیں ہوتی

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَا اَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِیْنَ فَقَالَ یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۚ وَقَالَ تَعَالٰی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ یُطِیْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ یَمُدُّ یَدَهٗ اِلَی السَّمَآءِ یَا رَبِّ یَا رَبِّ وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَّمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَغُذِیَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ (رواہ مسلم)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ پاک ہے پاک ہی کو قبول کرتا ہے اور بے شک اللہ نے مومنوں کو وہی حکم دیا ہے جو پیغمبروں کو حکم دیا ہے چنانچہ فرمایا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۚ	اے رسولو! طیب (پاکیزہ) چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ۔

اے ایمان والو! جو ہم نے تم کو دیا اس میں سے طیب چیزیں کھاؤ۔

پھر آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسے شخص کا ذکر فرمایا جو لمبے سفر میں ہو، بال بکھرے ہوئے ہوں، بدن پر غبار لگا ہوا ہو۔ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یارب یارب کہتا ہو اور اس کا کھانا حرام ہو اور پینا حرام ہو اور لباس حرام ہو اور اس کی غذا بھی حرام ہو تو ان سب چیزوں کے باوجود اس کی دعا کیسے قبول ہو (مسلم)

ایک حدیث میں ہے کہ جب تک انسان سفر میں رہتا ہے اس کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ اور اگر سفر کے ساتھ شکستہ حال بھی ہو تو اس کی دعا قبولیت کے زیادہ قریب ہوتی ہے۔ اس حدیث میں فرمایا ہے کہ یہ سب کچھ ہوتے ہوئے اس شخص کی دعا قبول نہ ہوگی۔ جس کا کھانا پینا اور پہننا حرام ہو۔ آج بے انتہا دعائیں کی جاتی ہیں اور مصیبتوں کے دور ہونے کے لیے خوب رو رو کر اللہ کے سامنے گڑگڑاتے ہیں مگر دعا قبول نہیں ہوتی۔ اور کیسے قبول ہو جب کہ حرام سے بچنے کا خیال ہی نہیں رہا۔

حرام مال جس طرح دعا کی قبولیت کو روکتا ہے نماز کی مقبولیت بھی نہیں ہونے دیتا۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میرے دونوں کان بہرے ہو جائیں اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ نہ سنا ہو کہ جس نے دس درہم کا ایک کپڑا خریدا (جس کے تقریباً دو روپے آٹھ آنے ہوتے ہیں) اور ان میں ایک درہم (چار آنہ) حرام کا تھا تو جب تک وہ کپڑا اس کے بدن پر رہے اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہ فرمائے گا جب کپڑے میں دسواں حصہ حرام کا ہونے سے نماز قبول نہیں ہوتی تو جس کے

سارے کپڑے اور کھانا پینا حرام کا ہو اس کی نماز کیسے قبول ہوگی؟

حرام کمائی کے بہت سے طریقے رواج پاگئے ہیں اور زندگیوں کا جزو اعظم بن چکے ہیں اور تہذیب جدید نے سود کا نام نفع اور رشوت کا نام ہدیہ اور غبن و خیانت کا نام ہوشیاری رکھ دیا ہے اور بہت بڑی افسوسناک بات یہ ہے کہ تجارت میں حرام و حلال دیکھنے کو بے دقوفی سمجھا جاتا ہے اور بے دھڑک بول اٹھتے ہیں کہ جناب یہ تو بزنس ہے بزنس، گویا احکام شریعت کی حدود سے تجارت اور بزنس خارج ہے۔ نعیاذ باللہ۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے چھوڑنے سے عذاب آتا ہے

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْ لَيُوْشِكَنَّ اللهُ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ عِنْدِهٖ ثُمَّ لَتَدْعُنَّهٗ وَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ۔

(رواہ الترمذی)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے ضرور بالضرور نیکیوں کا حکم کرتے رہو اور برائیوں سے روکتے رہو ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب بھیج دیں گے، پھر اس وقت خدا سے دعا کرو گے اور قبول نہ کی جائے گی۔ (ترمذی)

مسلمان کے لیے صرف یہی کافی نہیں ہے کہ خود نیک بن کر رہے بلکہ یہ بھی امت مسلمہ کی اہم ذمہ داری ہے کہ نافرمان بندوں کو گناہوں سے بچایا کریں اور نیکی پر ڈالا کریں قرآن شریف میں ارشاد ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ	تم بہترین امت ہو جو لوگوں
اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ	کے (نفع) کے لیے ظاہر کی
تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ	گئی نیکیوں کا حکم کرتے ہو اور
وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ	برائیوں سے روکتے ہو اور اللہ
وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔	پر ایمان رکھتے ہو۔

(آل عمران)

اس آیت شریفہ میں امت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ) کو تمام امتوں سے بہتر بنایا ہے اور اس امت کا طرۂ امتیاز امر بالمعروف (یعنی نیکیوں کا حکم کرنا) اور نہی عن المنکر (یعنی برائیوں سے روکنا) ارشاد فرمایا ہے فقہی طور پر گو اشخاص اور مواقع کے اعتبار سے بعض مرتبہ فرض کفایہ اور بعض مرتبہ مستحب اور بعض مرتبہ واجب کے درجے میں آ جاتا ہے لیکن بہر صورت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس امت کی خصوصی ذمہ داری ہے۔

نیز قرآن شریف میں ارشاد ہے۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ	اور مومن مرد
وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ	اور مومن عورتیں آپس
اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ	میں ایک دوسرے کے
يَأْمُرُوْنَ	(دینی) رفیق ہیں نیکیوں کی
بِالْمَعْرُوْفِ وَ	تعلیم دیتے ہیں اور برائیوں
يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ	سے منع کرتے ہیں اور نماز
وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ	قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا

وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ	کرتے ہیں اور اللہ اور اس
وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَ	کے رسول ﷺ کی فرماں برداری
رَسُوْلَهٗ (توبہ)	بجالاتے ہیں۔

اس آیتِ مبارکہ میں بھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو ایمان والوں کی خصوصی صفات میں ذکر فرمایا ہے۔

زنا اور سود کی وجہ سے عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ذَكَرَ حَدِيْثًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ فِيْهِ مَا ظَهَرَ فِيْ قَوْمٍ الزِّنَا وَالرِّبٰوا اِلَّا اَحَلُّوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَذَابَ اللّٰهِ۔ (رواہ ابو یعلیٰ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جن لوگوں میں زنا اور سود ظاہر ہو جائے تو اُن لوگوں نے اپنے نفسوں پر اللہ کا عذاب نازل کر لیا۔ (ترغیب و ترہیب عن ابی یعلیٰ)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ زنا اور سود کا عام رواج ہو جانا عذاب نازل ہو جانے کا ذریعہ ہے دونوں چیزوں کا رواج کچھ کم و بیش مختلف علاقوں اور آبادیوں میں ہو چکا ہے۔ سود بہت بری بلا ہے۔ اس کے نتائج اور ثمرات دنیا اور آخرت میں بہت بُرے ہیں۔

قرآن شریف میں فرمایا۔

الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ الرِّبٰو لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ط (البقرہ ع ۳۸)

جو لوگ سود کھاتے ہیں (قیامت کو) نہیں کھڑے ہوں گے مگر اس شخص کی طرح جس کو شیطان لپٹ کر خبطی بنا دیوے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سود پر اور سود کھانے والے پر اور سود کھلانے والے پر اور سود کے گواہوں پر۔ اور فرمایا کہ یہ سب لوگ (گناہ میں) برابر ہیں (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس رات مجھے سیر کرائی گئی (یعنی معراج کی رات میں) میں ایسے لوگوں پر گزرا جن کے پیٹ گھڑوں کے برابر تھے۔ جن کے پیٹ میں باہر سے سانپ بھرے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ میں نے کہا اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ یہ سود کھانے والے ہیں۔

(مشکوٰۃ عن احمد وابن ماجہ)

اولیاء اللہ سے دشمنی کرنے کا وبال

وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ يَسِيْرَ الرِّيَاءِ شِرْكٌ وَمَنْ عَادٰى لِلّٰهِ وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَ اللّٰهَ بِالْمُحَارَبَةِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْاَبْرَارَ الْاَتْقِيَاءَ الْاَخْفِيَاءَ الَّذِيْنَ اِذَا غَابُوْا

لَمْ يُتَفَقَّدُوْا وَإِنْ حَضَرُوْا لَمْ يُدْعَوْا وَلَمْ يُقَرَّبُوْا قُلُوْبُهُمْ مَصَابِيْحُ الْهُدٰى يَخْرُجُوْنَ مِنْ كُلِّ غَبْرَاءَ مُظْلِمَةٍ۔ (رواه ابن ماجه والبيهقي في شعب الايمان)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تھوڑی سی ریاکاری بھی شرک ہے اور فرمایا کہ جس نے اللہ کے کسی ولی سے دشمنی کی تو وہ اللہ سے لڑنے کے لیے میدان میں آگیا۔ پھر فرمایا کہ بلاشبہ اللہ دوست رکھتا ہے نیک بندوں کو جو پرہیزگار ہوں (اور) چھپے رہتے ہوں کہ (عوام الناس ان کا کوئی وزن ہی نہ سمجھتے ہوں اور نہ ان کی ضرورت محسوس کرتے ہوں) جب وہ غائب ہو جائیں تو ان کی تلاش نہ ہو اور موجود ہوں تو ان کو (تقریبات میں دعوت نہ دی جاتی ہو اور ان کو قریب نہ کیا جاتا ہو) ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں وہ (دلوں کی بصیرت کے باعث) ہر ایسے فتنے سے باہر آجاتے ہیں جو غبار آلود اور تاریک ہوتا ہے (ابن ماجہ و بیہقی نے شعب الایمان)

اس حدیث میں اولاً ریاکاری کی مذمت فرمائی ہے اور ریاکاری کو شرک فرمایا ہے۔ بندے کو ہر نیک عمل محض اللہ تعالےٰ کی رضا کے لیے کرنا لازم ہے اگر لوگوں میں وقعت قائم کرنے اور ان کو معتقد بنانے کے لیے یا ان سے کچھ روپیہ پیسہ وصول کرنے کے لیے کوئی عمل کیا۔ (مثلاً نماز پڑھی یا روزہ رکھا، یا ذکر و تلاوت میں وقت خرچ کیا یا صدقہ خیرات تقسیم کیا) تو گو بظاہر یہ عمل نیک ہے مگر دکھاوے کی نیت کی وجہ سے نیک نہیں رہا۔ چونکہ اس عمل کا بدلہ شہرت و عزت یا حصول دنیا کی شکل میں مخلوق سے لینے کا ارادہ کر لیا۔ اس لیے یہ عمل شرک ہوا۔ بت اور دیوی دیوتا کا پوجنا شرک اکبر ہے۔ اور ریا (دکھاوا) شرک اصغر ہے ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جس نے دکھاوا کرتے ہوئے نماز پڑھی۔ اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوا کرتے ہوئے روزہ رکھا اس نے شرک

کیا اور جس نے دکھاوا کرتے ہوئے صدقہ دیا، اس نے شرک کیا۔

(مشکوٰۃ عن احمد)

اللہ تعالٰے صرف اس نیک عمل کو قبول فرماتے ہیں جو صرف اللہ ہی کی رضا کے لیے کیا ہو۔ اگر کسی عمل کے بارے میں یوں نیت کی کہ اللہ سے بھی ثواب لوں گا اور لوگوں میں بھی شہرت ہو جائے گی یا کچھ وصول ہو جائے گا تو ایسا عمل اللہ تعالٰی کے نزدیک مردود ہے۔

جب خباثت زیادہ ہو جائے تو نیکوں کے ہوتے ہوئے بھی ہلاکت آئے گی

وَعَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ (بعد ذكر القصة) فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ؟ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ.

(رواه البخاري ومسلم)

حضرت ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ تعالٰے عنہا کا بیان ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ہم اس وقت بھی ہلاک ہو سکتے ہیں جب کہ ہمارے اندر صالحین موجود ہوں؟ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے جواب دیا کہ ہاں جب خباثت زیادہ ہو جائے۔ (بخاری ومسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لوگوں میں جب خباثت کا غلبہ ہو جائے تو معدودے چند افراد کی نیکی اور ان کا وجود بربادی کو نہیں روک سکتا خباثت یعنی فسق و فجور کبیرہ گناہوں کی پلیدی جب [illegible] پا لیوے اور نیک بندے خال خال رہ جائیں

تو ہلاکت اور بربادی آ جائے گی اور ایسا نہ ہوگا کہ نیکو کار بچ جائیں اور صرف گنہگار برباد ہو جائیں بلکہ سب پر مصیبت آئے گی جیسا کہ بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ۔

اِذَا اَنْزَلَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ	جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر
عَذَابًا اَصَابَ	عذاب نازل فرماتے ہیں تو
الْعَذَابُ مَنْ كَانَ	ان سب کو پہنچتا ہے جو اُن
فِيْهِمْ ثُمَّ بُعِثُوْا	میں رہتے ہیں پھر اپنے اپنے
عَلٰى اَعْمَالِهِمْ۔	اعمال کے مطابق ہر ایک کا
(مشکوٰۃ شریف باب الخوف والبکاء)	حشر ہوگا۔

یعنی عمومی مصیبت میں تو سب ہی مبتلا ہوں گے پھر قیامت کو اپنی اپنی نیت اور اپنے اپنے عمل کے مطابق بدلہ پائیں گے اِنْ خَيْرًا فَخَيْرٌ وَاِنْ شَرًّا فَشَرٌّ۔ معلوم ہوا کہ گناہوں اور نافرمانیوں کی کثرت ہو جانا عمومی عذاب آ جانے کا خاص سبب ہے اور عذاب بھی معمولی نہیں بلکہ ایسی آفت و مصیبت کا عذاب جو ہر نیک و بد کو ہلاک کر دے۔

نماز اور صبر کے ذریعے مدد حاصل کرو

وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا حَزَبَهُ اَمْرٌ صَلّٰى۔ (رواہ ابو داؤد)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادتِ شریفہ تھی کہ جب کوئی مشکل پیش آتی تو نماز

پڑھنے لگتے تھے۔ (مشکوٰۃ)

اور قرآن شریف میں ارشاد ہے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟	اے ایمان والو مدد حاصل کرو
ٱسْتَعِينُوا۟ بِٱلصَّبْرِ	صبر اور نماز کے ذریعے، بلاشبہ
وَٱلصَّلَوٰةِ ۚ إِنَّ	اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ
ٱللَّهَ مَعَ ٱلصَّٰبِرِينَ	ہے۔

شریعت اسلامیہ میں نماز کا بڑا مرتبہ ہے دینا و آخرت کی کامیابیاں فرض اور نفل نماز سے محبت اور الفت رکھنے میں مضمر ہیں حضورِ اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ہر مشکل کے لیے نماز تجویز فرمائی ہے ضرورت اٹک جائے تو اس کے لیے نماز، اللہ سے مشورہ لینے کے لیے (یعنی استخارہ کے لیے) نماز، بارش طلب کرنے کے لیے نماز، اسلام کے دونوں تہواروں یعنی عید، بقرعید میں نماز، سفر شروع کرتے وقت دو رکعت نماز، سفر سے واپسی پر دو رکعت نماز، چاند، سورج گرہن ہونے پر نماز، اگر کوئی ظلماً قتل کیا جا رہا ہو تو اس وقت نماز فرض نمازوں کے علاوہ اشراق اور چاشت کی نماز، اوابین اور تہجد کی نماز وضو کرنے کے بعد تحیۃ الوضو کی نماز۔ مسجد میں داخل ہو کر تحیۃ المسجد کی نماز، غرض کہ ایک مومن کے لیے نماز ہی نماز ہے۔

قرآن شریف کی آیت سے معلوم ہوا کہ نماز کے ذریعے مدد حاصل کرو اور حدیث شریف سے حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا طرزِ عمل بھی معلوم ہوا کہ جب کوئی مشکل پیش آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فوراً نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔

دُعا کا عظیم نفع اور اُس کے بعض آداب

وَعَنْ ابنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الدُّعَاءَ یَنْفَعُ
مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ یَنْزِلْ فَعَلَیْکُمْ عِبَادَ اللّٰہِ
بِالدُّعَاءِ۔ (رواہ الترمذی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دعا آئی ہوئی مصیبت کے لیے نفع دیتی
ہے اور جو مصیبت نہیں آئی ہے اس کے لیے بھی (نفع دیتی ہے لہذا) اے
اللہ کے بندو! دعا ضرور کیا کرو (مشکوٰۃ)

ذکرِ الٰہی سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے اور عذاب سے نجات ہوتی ہے

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی
عَنْہُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ
کَانَ یَقُوْلُ لِکُلِّ شَیْءٍ صَقَالَۃٌ وَّصَقَالَۃُ الْقُلُوْبِ
ذِکْرُ اللّٰہِ وَمَا مِنْ شَیْءٍ اَنْجٰی مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ
مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ قَالُوْا وَلَا الْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ
قَالَ وَلَا اَنْ یَّضْرِبَ بِسَیْفِہٖ حَتّٰی یَنْقَطِعَ۔
(رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ہر چیز کے لیے ایک صفائی ہوتی ہے اور دلوں کی صفائی اللہ کا ذکر ہے اور کوئی چیز ذکر اللہ سے بڑھ کر عذاب الٰہی سے نجات دلانے والی نہیں۔ صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے عرض کی۔ کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی ذکر سے بڑھ کر نہیں؟ ارشاد فرمایا (ہاں جہاد بھی ذکر اللہ سے بڑھ کر) نہیں (اگرچہ) مارتے مارتے مجاہد کی تلوار ٹوٹ جائے۔ (بیہقی فی الدعوات الکبیر)

حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ دنیا و آخرت کے عذاب سے نجات دلانے میں تمام اعمال سے زیادہ ذکر الٰہی کو دخل ہے۔ تلاوتِ کلام پاک الحمد للہ۔ اللہ اکبر۔ سبحان اللہ۔ لا الٰہ الا اللہ۔ لا حول و لا قوۃ الا باللہ یہ سب اللہ کا ذکر ہے ان سب کے ذریعے سے پریشانیاں دور ہوتی ہیں۔

ذکر اللہ سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ قرآن شریف میں ارشاد ہے۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ	خبردار! اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ (کسی جگہ) بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور ان پر رحمت چھا جاتی ہے اور اطمینان نازل ہوتا ہے اور اللہ ان کو اپنے درباریوں میں یاد فرماتا ہے۔ (مسلم)

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں (یعنی وہ مجھ سے جو گمان رکھتا ہے اس کے مطابق اس کی امید پوری کر دیتا ہوں) اور میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب وہ مجھے یاد

کرے۔ پس جب وہ مجھے اپنے نفس میں یاد کرتا ہے تو میں اُس کو تنہائی میں یاد کرتا ہوں، اور اگر مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اُس کو ایسے مجمع میں یاد کرتا ہوں جو اُس مجمع سے بہتر ہے جس میں اُس نے مجھے یاد کیا (بخاری و مسلم)

استغفار کے اُجور و ثمرات

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ مِنْ كُلِّ ضِيْقٍ مَخْرَجًا وَّمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا وَّرَزَقَهٗ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔ (رواہ احمد و ابوداود و ابن ماجہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص استغفار میں لگا رہے اللہ تعالے اس کے لیے ہر تنگی سے نکل جانے کا راستہ بنا دیتے ہیں اور اس کو ہر غم سے نجات دیتے ہیں اور ایسی جگہ سے رزق دیتے ہیں جس کا اس کو خیال بھی نہیں ہوتا (ابوداؤد و ابن ماجہ)

ف: استغفار اور توبہ سے گناہ تو معاف ہوتے ہی ہیں مگر اس سے تنگی اور سختی بھی دور ہوتی ہے اور امن و چین کی زندگی ملتی ہے قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا	اور یہ کہ معافی مانگو اپنے
رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا	رب سے اور توبہ کرو اس
اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ	کی جناب میں تاکہ تم کو فائدہ
مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى	دے اچھا فائدہ ایک وقت

اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ	مقرر تک اور عطا فرمائے ہر
كُلَّ ذِىْ فَضْلٍ	زیادہ (نیکی کرنے) والے کو اس
فَضْلَهٗ ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا	کی زیادہ (نیکی کا بدلہ) اور اگر
فَاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ	تم منہ موڑو تو میں خوف کرتا
عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ○	ہوں تم پر بڑے دن کے عذاب کا۔

حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص کے لیے خوشخبری ہے جو اپنے اعمال نامہ میں بہت استغفار پاوے (ابن ماجہ) یعنی قیامت کے دن استغفار بہت کام دے گا۔ جس نے جتنا استغفار کیا ہوگا۔ اسی قدر اپنے اعمال نامہ میں موجود پائے گا اور استغفار کی کثرت قیامت کے دن کام آئے گی۔

صدقہ سے مصیبتوں کا دفیعہ ہوتا ہے

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ۔ (رواه الترمذى)

حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صدقہ پروردگار کے غصہ کو بجھاتا ہے اور بری موت کو دفع کرتا ہے۔ (ترمذی)

وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَادِرُوْا بِالصَّدَقَةِ فَاِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّاهَا۔ (رواه رزين)

حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صدقہ دینے میں جلدی کرو اس لیے کہ مصیبت اس کو پھاند کر نہیں آئے گی (رزین)

زمین والوں پر رحم کرو، تم پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں گے

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ.

(رواہ ابوداؤد والترمذی)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کریگا تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان (عرش) میں والا تم پر رحم فرمائے گا۔ (ابوداؤد، ترمذی)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔ پس اللہ کا سب سے زیادہ پیارا وہ ہے جو اس کی مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرے

(بیہقی فی شعب الایمان)

یعنی اللہ تعالٰی کی اولاد اور خاندان تو ہے نہیں۔ اس کی مخلوق ہی کنبہ کے درجے میں ہے جس طرح تم اس شخص سے خوش ہوتے ہو جو تمہارے اہل و عیال کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ اسی طرح اللہ تعالٰی کو وہ شخص سب سے زیادہ محبوب ہے جو اس کی مخلوق سے اچھا سلوک کرے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جس نے کسی مجبور کی فریاد رسی کر دی اللہ تعالیٰ اس کے لیے تہتر ۷۳ مغفرتیں لکھ دیں گے جن میں سے ایک اس کا کام سدھارنے کے لیے ہوگی اور بہتر ۷۲ کے ذریعے قیامت کے دن اس کے درجات بلند ہوں گے (بیہقی فی الشعب)

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ :-

لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ (بخاری و مسلم)

یعنی اُس پر اللہ تعالیٰ رحم نہیں فرماتے جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔

آخرت کے طلب گاروں کو دلجمعی نصیب ہوتی ہے

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَتْ نِيَّتُهٗ طَلَبُ الْاٰخِرَةِ جَعَلَ اللّٰهُ غِنَاهُ فِيْ قَلْبِهٖ وَجَمَعَ لَهٗ شَمْلَهٗ وَاَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ وَمَنْ كَانَتْ نِيَّتُهٗ طَلَبُ الدُّنْيَا جَعَلَ اللّٰهُ الْفَقْرَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَشَتَّتَ عَلَيْهِ اَمْرَهٗ وَلَا يَأْتِيْهِ مِنْهَا اِلَّا مَا كُتِبَ لَهٗ (رواه الترمذی) وزاد فی روایۃ فَلَا يُمْسِيْ اِلَّا فَقِيْرًا وَلَا يُصْبِحُ اِلَّا فَقِيْرًا وَمَا اَقْبَلَ عَبْدٌ عَلَى اللّٰهِ بِقَلْبِهٖ اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ قُلُوْبَ الْمُؤْمِنِيْنَ تَنْقَادُ اِلَيْهِ بِالْوُدِّ وَ

اِلَیٰ حَمْمَتِہٖ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ خَیْرٍ اِلَیْہِ اَسْرَعَ (جمع الفوائد)

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی نیت آخرت کی طلب ہوتی ہے اللہ تعالےٰ اس کے دل کو غنی کر دیتے ہیں اور اس کے فکروں کے بارے میں دل جمعی عنایت فرماتے ہیں اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آتی ہے اور جس کی نیت دنیا طلبی ہوتی ہے اللہ تعالےٰ فقر کو اس کے سامنے کر دیتے ہیں اور اس کے کاموں میں پریشانی پیدا فرما دیتے ہیں اور دنیا اس کو صرف اتنی ہی ملتی ہے جتنی اس کے مقدر میں ہے (ترمذی) ایک روایت میں اتنا مضمون اور زیادہ ہے کہ (دنیا کا طلب گار) شام ہوتی ہے تو فقیر ہوتا ہے اور صبح ہوتی ہے تب بھی فقیر ہوتا ہے (کیونکہ جتنا بھی کمائے اس پر بس نہیں کرتا ضرورتیں بڑھتی جاتی ہیں اور فکر سدی ہیں سے نہیں ہٹنے دیتی) اور جو بندہ اپنے دل سے اللہ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے مومنوں کے قلوب کو اللہ تعالےٰ اس کا فرماں بردار بنا دیتے ہیں اور اللہ تعالےٰ ہر طرح کی بھلائی جلد سے جلد اس تک پہنچاتے ہیں (جمع الفوائد)

حدیث میں یہ جو فرمایا کہ جو شخص آخرت کو مقصود بنائے گا اس کے پاس دنیا خود بخود ذلیل ہو کر آئے گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آخرت کے طلب گار بے نیازی برتتے ہیں اور دنیا کی چیزیں اُن کے پاس اگر موجود ہو جاتی ہیں اس سے زیادہ کیا ذلت ہو گی کہ جو لاپروائی برتتے اسی کے پاس پہنچے۔

تقویٰ اور توکل کے ثمرات

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَوْ اَنَّکُمْ تَتَوَکَّلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ حَقَّ

تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَّتَرُوْحُ بِطَانًا۔ (رواه الترمذی وابن ماجه)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سنا ہے کہ تم اگر اللہ پر ایسا توکل کرو جیسا کہ چاہیئے تو تم کو اللہ تعالٰی ضرور اس طرح سے رزق دیں جیسے پرندوں کو رزق دیتے ہیں کہ صبح کو بھوکے روانہ ہوتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس ہوتے ہیں۔ (ترمذی)

توکل کے مراتب بھی بہت ہیں سب سے کم درجہ کا توکل یہ ہے کہ حقیقی رازق اور کارساز محض اللہ تعالٰی کو سمجھے اور یقین کرے، جس قدر اللہ تعالٰی کی رازقیت کا یقین ہوتا چلا جاتا ہے۔ اسی قدر توکل بڑھتا ہے۔

مہلت کو غنیمت جانیئے

فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ وَّهُوَ يَعِظُهٗ اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سُقْمِكَ وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَحَيٰوتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ، اوكما قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (رواه الترمذی)

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے، آسودہ حالی کو تنگی سے پہلے، فرصت کو مصروفیت سے پہلے

اور موت آنے سے قبل اپنی زندگی کو غنیمت جانیے۔

دنیا کی زندگی نہایت خوش گوار ہے لیکن قطعی ناپائیدار ہے عقل مند کے لیے اقارب اور ہمسایوں کی موت باعث عبرت ہے، لیکن اللہ سے غافل اور دنیا میں مبتلا کے لیے یہ عبرتناک واقعے بھی کچھ نفع نہیں دیتے۔

اس حدیث مبارکہ میں انسان پر زندگی میں گزرنے والے ادوار کی مکمل تفصیل ارشاد فرمائی گئی ہے۔ اوّل جوانی میں اللہ تعالےٰ کے کسی حکم کی پرواہ نہ کی یہاں تک کہ بڑھاپا آگیا پھر اگر حکم الٰہی کی اطاعت کا ارادہ کیا بھی تو بیماری، ناطاقتی، اور جسمانی عوارض نے گھیر لیا۔ اس طرح حقوق اللہ کو بھی ضائع کیا اور حقوق العباد ادا کرنے سے محروم رہا۔ اگر مُفلسی نے آگھیرا تو پھر ندامت سے ہاتھ ملتا رہا کہ کاش میں نے اپنے مال کو کسی نیک کام میں خرچ کیا ہوتا، کاروبار کی مشغولیت، مال و اولاد کے بکھیڑے اور دنیاوی معاملات کی مصروفیت میں وقت گنوا دیا۔ حقداروں کا حق ادا نہ کیا اور نہ ہی اپنی دولت کو کسی نیک کام میں خرچ کیا۔ اعمالِ خیر کا زمانہ بھی گزر گیا اور حقوق کی ادائیگی کا وبال بھی حصے میں آیا۔ آخر کار اپنی ساری امیدیں، تمنائیں اور حسرتیں دل میں لیے قبر میں پہنچ گیا۔

نعمتیں، جوانی، صحت، آسودگی، فراغت اور زندگی جو کہ اللہ تبارک و تعالےٰ نے بندہ کو عطا فرمائی تھیں ان کو ضائع کر کے عذاب جہنم کا سزاوار ہوا۔

موت ایک اچانک آجانے والی حقیقت ہے جس کو ہم خوب جانتے اور سمجھتے ہیں، لیکن یہ نفسِ غافل جو ہمیشہ شیطان کی اطاعت میں لگا رہا راہِ حق میں قدم نکالنے میں مانع ہوتا ہے۔

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

حرفِ آخر

دنیاوی مصائب اور پریشانیاں انسانوں کے کردار کی خرابی کی وجہ سے آتی ہیں۔ مصیبت خواہ سزا دینے کے لیے آئے خواہ گناہوں کا کفارہ کرنے کے لیے گناہ کرنے ہی کی وجہ سے آتی ہے۔ مومن پر لازم ہے کہ ہر گناہ سے پرہیز کرے اور جب کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرے تاکہ مصیبتوں کا تانتا بند ہو۔ پھر جو مصیبت آئے گی تو ایمانی آزمائش کے لیے یا رفع درجات کے لیے ہوگی جس میں ایک لطف ہوگا اور مزہ آئے گا۔

زبان سے استغفر اللہ کہنے اور توبہ توبہ کرنے سے توبہ نہیں ہوتی بلکہ توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ پچھلے کیے ہوئے گناہوں پر شرمندہ ہو اور آئندہ کے لیے بالکل پختہ ارادہ کرے کہ اب سے اللہ کی نافرمانی نہ کروں گا۔ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ خدا کے حقوق جس قدر بھی ضائع کیے ہوں ان سب کو ادا کرے۔

ہم لوگ اگر اعمالِ صالحہ سے آراستہ ہوں اور امانت، دیانت، سچائی اطاعتِ خداوندی، رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی پیروی کو مقصدِ زندگی بنا لیں اور گناہوں سے پرہیز کریں اور دوسروں کو گناہوں سے بچا کر نیکی پر لگاتے رہیں تو کامیابی اور کامرانی نصیب ہوگی اور خدائے پاک کی رحمت ونصرت اور نعمت وبرکت کے مستحق ہو سکیں گے۔ ہم آج بھی خدا تعالے کی رحمت وبرکت اور نصرت کو حاصل کر سکتے ہیں لیکن خدارا بتاؤ کہ اس کی نعمتوں کا مستحق کون ہے؟ کیا وہ جس نے اس کے قرآن سے اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اُس کے دین سے منہ موڑ لیا اور اس کے احکام کو پس پشت ڈال کر فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ کا نقشہ قائم کر دیا اور جس

کا وجود بد عملی کے سبب غیر مسلموں کے قبولِ اسلام میں سب سے بڑی رکاوٹ بنا ہوا ہے۔

جس کے دل میں اسلام کی محبت ہو اور جو اسلام کی عظمت و رفعت کا متمنی ہو تو لازم ہے کہ کتاب اللہ اور احادیث نبویہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر عمل کرنے کو مقصدِ زندگی بنالے کہ اسی طرح دنیا و آخرت میں حقیقی کامیابی اور کامرانی حاصل ہو سکتی ہے۔ ہم نے اپنی بد اعمالیوں سے اپنے خدا کو ناخوش کر کے اپنے کیے کا پھل پا لیا اس سے منہ موڑ کر اور اس کو ناراض کر کے انجام بھگت لیا

لہذا آخری بات یہی کہنی ہے کہ اب پھر اس کے حضور میں جھکیں اپنی غلطیوں پر نادم ہوں اپنے روٹھے ہوئے خدا کو منالیں اس کے پکے اور سچے پرستار بن جائیں اس کے احکام پر عمل کریں اس کے دین کو فروغ دیں اسلام کی شان کو باقی رکھنے کے لیے تن من دھن کی بازی لگا دیں اپنے اسلاف کی روایات پارینہ کو پھر تازہ کر دیں پھر وہ دن دور نہیں رہے گا کہ کھویا ہوا وقار ہاتھ آ جائے۔ پریشانی و پریشاں حالی خوشی و خوشحالی میں مبدل ہو جائے۔

یوں کہنے والے تو بہت ہیں کہ یہ سب پریشانیاں اور مصیبتیں ہمارے ہی کرتوتوں کا نتیجہ ہیں لیکن اس کے ساتھ یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ صرف گناہوں کے اقرار کر لینے سے مصیبتوں اور تکلیفوں کے دور ہو جانے کا خواب دیکھنا سراسر بے وقوفی ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف زبانی ہی باتیں ہیں۔ دل میں اگر یہ بات اتری ہوئی ہو کہ یہ سب ادبار ہماری بد اعمالیوں کا لایا ہوا ہے اس قسم کی باتیں بنانے والے شاید اپنی ذات کو نیک سمجھتے ہیں اور دوسروں کو مجرم گردانتے ہیں حالانکہ انسان کو سب سے پہلے اپنے نفس کی خبر لینی چاہئے۔ اقرار کے ساتھ برے اعمال کا چھوڑنا بھی ضروری ہے ہم احکم الحاکمین کے احکام کی برابر خلاف ورزی کرتے رہیں اور امن و امان راحت و چین کی

بھی آرزو رکھیں تو یہ محض خیالِ خام ہے۔ خود تو نافرمانی میں سرگرم رہیں اور اللہ سے رحم و کرم کا مطالبہ کریں۔ گویا خدا کے ذمہ صرف رحم و کرم ہے مگر ہمارے ذمہ گناہ کرنے کے سوا اور کچھ نہیں (العیاذ باللہ العظیم)

اللہ تعالیٰ صحیح سمجھ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

و آخر دعوانا ان الحمد للہ
رب العالمین و صلی اللہ
تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا
و مولانا محمد و آلہ و
صحبہ و بارک و سلم
تسلیماً کثیراً

خود پڑھیں، دوستوں کو پڑھائیں

وہ چال چل کہ عمر خوشی سے کٹے تری
وہ کام کر کہ یاد تجھے سب کیا کریں
جس جائے تیرا ذکر ہو، ہو ذکر خیر ہی
اور نام تیرا لیں تو ادب سے لیا کریں

خادمُ الفقراء والمساکین

سید محمد علاؤالدین جیلانی

نقشبندی۔ مجددی۔ چشتی۔ قادری

دارُالسَّلام

بس سٹاپ موضع ہر دیو شیخوپورہ گوجرانوالہ روڈ
شیخوپورہ